۱۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں بعض اخبارات میں مدیر ترجمان القرآن کے ایک فتویٰ کا چرچا رہا۔ اگرچہ موصوف کی علمی حیثیت اور دینی بصیرت ہمارے نزدیک ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ ان کے کسی فتوے یا کسی تحریر پر بہان میں کچھ لکھا جائے لیکن چونکہ یہ فتویٰ مسلمانوں کے ایک خاص طبقہ کی ذہنیت کا آئینہ دار ہے اس بناء پر ہم ذیل میں اس کا جائزہ صرف شرعی حیثیت سے لیتے ہیں۔

اس فتویٰ میں دو باتیں بہت عجیب کہی گئی ہیں ایک یہ کہ پاکستان دارالاسلام ہے اور ہند دارالکفر اور دوسرے یہ کہ چونکہ ان دونوں ملکوں میں اختلاف دارین پایا جاتا ہے اس لئے ان دونوں ملکوں کے مسلمانوں میں باہم شادی بیاہ کے تعلقات نہ ہونے چاہئیں اور اسی سلسلہ میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر میاں بیوی میں یہ اختلافِ دارین پیدا ہوگیا ہے تو زوجین میں سے جو چاہے اپنے ملک کی عدالت میں درخواست دے کر تفریق کرا سکتا ہے" سب سے پہلے قابل غور یہ بات ہے کہ پاکستان دارالاسلام کیوں ہے اور ہند دارالکفر کیوں؟ ان دونوں ملکوں پر یہ حکم ان دساتیر کے پیش نظر لگایا گیا ہے جن پر عمل کرنے کا عہد یہ ملک کرتے ہیں یا اس حکم کا دارومدار ان حالات و واقعات پر ہے جو دونوں جگہ برپا ہیں اور ان معاملات پر اس کی بنیاد ہے جو دونوں ملکوں کے مسلمانوں کے ساتھ الگ الگ کئے جا رہے ہیں اگر دوسری صورت ہے تو پاکستان کو دارالاسلام کہنا اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور اس کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ اگر کسی ایسے ملک کو جہاں حدود اللہ جاری نہ ہوں جہاں محرماتِ شرعیہ کی گرم بازاری ہو۔ جہاں فسق و فجور کی زندگی کے لئے کوئی قانونی روک ٹوک نہ ہو۔ اور جہاں عقودِ فاسدہ کا عام رواج ہو۔ محض اس بنا پر دارالاسلام کہا جا سکتا ہے کہ وہاں مسلمانوں کی جان و مال محفوظ ہے اور وہ رسومِ شرعیہ کو آزادی کے ساتھ ادا کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انگلینڈ اور امریکہ کو دارالاسلام کیوں نہ کہا جائے۔ علاوہ بریں سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ اگر پاکستان بالفعل دارالاسلام ہے تو جماعت اسلامی جو مسلسل وہاں کی گورنمنٹ کے خلاف قلمی جہاد کر رہی ہے۔ وہ آخر کیوں اور کس غرض سے ہے؟ اور اس کا منشا کیا ہے؟

اور اگر پہلی صورت ہے یعنی پاکستان کو دارالاسلام کہنے کی وجہ وہ قرارداد مقاصد ہے جس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ پاکستان کا آئین و دستور اسلامی ہوگا تو اگرچہ یہ بات نہایت حیرت انگیز ہے کہ اسلامی آئین و دستور اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے مکمل اور مدون ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان میں ایک دستور ساز اسمبلی موجود ہے جس کے ممبر غیر مسلم بھی ہیں اور یہ اسمبلی پورے چار سال گذر جانے پر بھی اب تک قرارداد مقاصد سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکی ہے۔ پھر اگر پاکستان محض قرارداد مقاصد پاس کر دینے سے دارالاسلام بن سکتا ہے تو کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستان اپنے موجودہ مکمل اور منظور شدہ دستور کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے دارالکفر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہند کے دستور نے اس ملک کی حکومت کو سیکولر حکومت قرار دیا

ہے۔ اور سیکولر گورنمنٹ کہتے ہی اس کو ہیں جس میں کسی مذہبی فرقہ کے ساتھ جانبداری اور عصبیت کا کوئی معاملہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ دستور اعلان کرتا ہے کہ ملک کے دوسرے فرقوں کی طرح یہاں کے مسلمان بھی اپنے دینی اور مذہبی معاملات میں بالکل آزاد ہوں گے ان کا کلچر اور ان کی تہذیب آزاد ہوگی۔ جہاں تک دستور ہند کے اس اعلان کا تعلق ہے اتنی ہی بات دستوری اعتبار سے اس ملک کے دارالامن ہونے کے لئے کافی ہے۔ رہا یہ امر کہ اس سیکولرزم کے اعلان کے باوجود مسلمانوں کو معاملات کیا پیش آرہے ہیں؟ تو سوال یہ ہے کہ پاکستان میں ہی اس کے اعلان کردہ دستور وآئین کے مطابق کون سا عمل ہو رہا ہے، پس اگر ہند میں بھی اس کے دستور کے مطابق پورے طور پر عمل نہیں ہو سکا تو کیا ہوا

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا　　میں ہلاکِ جادوئے سامری تو قتیلِ شیوۂ آذری

پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ہند کے دستور پر بالکل عمل نہیں ہوا کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے جتنے اور جیسے بڑے بڑے علمی اور دینی مراکز ہند میں ہیں پاکستان میں نہیں ہیں جتنے اور جیسے اسلامی ادارے تاریخی مآثر اور تہذیبی و تمدنی نشانات وامتیازات بھارت میں ہیں اس کے ہمسایہ ملک میں نہیں اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سب ادارے آزادی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں اور اور حکومت کی طرف سے ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے یہاں مسلمانوں کو جو مذہبی اور دینی آزادی حاصل ہے اس کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ پاکستان میں جماعت اسلامی کے امیر کو مع ان کے رفقاء کے نظر بند کیا گیا، جماعت کے اخبارات سے ضمانت طلب کی گئی اور جماعت کے دفتر کی تلاشی لی گئی لیکن یہ ہی جماعت ہے جس کے سرگرم کارکن ہند میں تحریراً و تقریراً جماعت کا کام کھلے بندوں کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود نہ جماعت کا کوئی کارکن آج تک گرفتار ہوا اور نہ اس کے کسی اخبار یا رسالہ سے ضمانت طلب کی گئی۔ علاوہ بریں تناسب آبادی کے لحاظ سے کم سہی لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمان وزارت سے لے کر گورنری اور ممالک غیر میں سفارت تک کے عہدوں پر اور حکومت کے ہر شعبہ میں کام کر رہے ہیں اور چونکہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے اس بنا پر بحالت موجودہ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ہند میں مسلمان شریک حکومت